

O

وہ اہل درد جو غم کو شعار کرتے ہیں
انہی کا اہل چہل اعتبار کرتے ہیں
یہ ایک جان تھی ، دو بھر ہوئی رقیبوں کو
لو آج اس کو بھی ہم نذر یار کرتے ہیں
کسے خبر ہے کہ ہوش و خرد پہ کیا گزرے
وہ اپنی زلف کو پھر تاب دار کرتے ہیں
اگر نہیں گل و لالہ ، سرشک خون تو ہیں
انہی سے دشت کو باغ و بہار کرتے ہیں
یہ دور وہ ہے کہ جس کی زباں پہ ہو دشنام
اُسی کو دوش پہ اپنے سوار کرتے ہیں
مقام صبر سے وہ بے نوا فقیروں کو
سنا ہے اپنے لیے اختیار کرتے ہیں

یہ خواجگی ہے تو اک دن غریب کی آہیں
وہی کریں گی جو خس میں شرار کرتے ہیں
اُدھر بھی کھینچ بلاتا ہے حسن کا جلوہ
ہم اپنا رخ جو کبھی سوے دار کرتے ہیں
کوئی ہو مانگنے والا کہ چرخ زیریں پر
وہ روز آ کے یہی انتظار کرتے ہیں
جنہیں خود اپنا زیاں بھی نظر نہیں آتا
انہیں اب اہل نظر میں شمار کرتے ہیں
نہیں جو خوب اُسے خوب کس طرح کہہ دیں
یہی خطا ہے جو ہم بار بار کرتے ہیں
مرے عزیز! یہ دنیا بدل نہیں سکتی
اسی کو اپنے لیے سازگار کرتے ہیں

